

# عشق اہل بیت علیہم السلام،

## ادب اور تقاضے

اردو ادب اور نوحہ و منقبت خوانی میں عشق اہل بیت علیہم السلام،  
محبت، معرفت اور ان کے تقاضوں پر ایک نئی اور اچھوتی گفتگو

راہبر مسلمین حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای نامت ہوگا۔

مترجم: سید صادق رضا نقوی

اراکین بزم فاطمہ کراچی

حضرت فاطمہ زہراؑ کے ولادت باسعادت کے بدسرت موقع پر

رہبر مسلمین حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای دامت برکاتہ

کے شعرا و اکرام، نوحہ اور منقبت خوانوں سے اہم خطاب کا خلاصہ

### بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ تمام برادرانِ کو اس مفید خوش اور اس عظیم شخصیت کی ولادت باسعادت کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

حضرت فاطمہؑ کی روحانی شخصیت: اسلام کا مجرہ

یہ بات خود اسلام کے مجروں میں سے ایک مجرہ ہے کہ حضرت فاطمہؑ ایک عظمیٰ عمر میں ایسے بلند اور عالی مقامات تک رسائی حاصل کرتی ہیں کہ ”سیدۃ النساء العالمین“ ہر روز ان عالمین کا خطاب پاتی ہیں یعنی پوری تاریخ کی پاک و پاکیزہ اور عظیم ترین امتوں سے بھی بلند مرتبہ حاصل کرتی ہیں۔ یہ کون سی قدرت ہے اور یہ انسانی باطن کو اندر سے تہہ بیل کرنے والی کون سی روحانی طاقت ہے کہ جو ایک انسان کو ایک عظمیٰ مدت میں معرفت و محبوبیت اور قدامت و پاکیزگی کے بحرِ بحر میں تہہ بیل کر دے اور اسے روحانیت و معنویت کی درجہ و بلندیوں تک

پہچانے؟ ایہ بات بذاتِ خود اسلام کے نظروں میں شہر کی جاتی ہے۔

نسلِ آخر ﷺ، حضرت فاطمہؑ کی ایک عظیم فضیلت

اس عظیم ہستی کی رشتوں اور فضیلتوں میں سے ایک اس عظیم ہستی سے اس کی مہارک نسل کا ظاہر ہونا ہے کہ جو حضرت فاطمہؑ کی سند کوثر سے تخلیق کا صداقِ کامل ہے چاہے اس کے بارے میں کوئی بھی حدیث بیان نہیں کی جاتی۔ خاندانِ رسالت ﷺ اور اس سے تعلق رکھنے والے ایک ایک امامِ ہدایت پر خداوندِ عالم کی اتنی برکتیں، حضرت امام حسینؑ، حضرت زینبؑ، حضرت امام حسنؑ، حضرت امام مجاہدؑ اور حضرت امام صادقؑ عظیم اور پاک و پاکیزہ ہستیوں کے وجود سے ظاہر ہونے والے انفرادی و اجتماعی، دنیوی اور اخروی نفع و رخصتیں، خوبصورتیوں اور دلخواہ نعمتوں سے پورا عالم نہ ہے، ملاحظہ کیجئے کہ عالمِ معرفت و معنویت اور ہدایت کے سید سے راستے پر ان بزرگوار ہستیوں کے نکلات، دوروں اور ان کی تعلیمات و معارف سے کیا شان و عظمت برپا ہے۔ یہ ہے حضرت فاطمہؑ کی نسل اور اس کی برکت۔

حضرت فاطمہؑ سے قولاً اور محبت کی عظیم نعمت پر خداوندِ عالم کا شکرانہ

ہمیں چاہئے کہ ہم خداوندِ عالم کے بہت شکر گزار ہوں کیونکہ حضرت فاطمہؑ سے قولاً اور ہستی و محبت ہمارے لئے ایک بہت بڑی نعمت کا وسیعہ بنتی ہے۔ ہم خدا کے شکر گزار ہیں کہ ہم نے اس عظیم ہستی کو بچھا اور اس کی معرفت حاصل کی؛ خداوندِ اخیر شکر کہ ہم نے خود کو اس مہارک ہستی کے لطف و صفات کے سامنے میں اس سے متواضع کیا ہے۔ ہم اس بات پر بھی بارگاہِ ادب و معرفت میں سجدہ و راج ہیں کہ ہم نے اس عظیم المرتبت ہستی کے وجود کی قدر و قیمت کو جان لیا ہے، ماسی سے متواضع کیا ہے، ماسی سے معرفت کی بلندیوں کے حصول کے طالب ہیں اور ہمارے عشقِ محبت کے قافلے اسی کی طرف گامزن ہیں؛ یہ سب خداوندِ عالم کی بڑی بڑی نعمتیں ہیں اور ہمیں ان کی حفاظت کرنا چاہئے۔

دین میں عقل، فلسفہ اور دلیل کا اپنا مقام ہے

اور ایمان اور جذبات و احساسات کا اپنا کردار

اس سلسلے میں آپ کو حاد و منقبت خواں حضرات کے کردار کے بارے میں ہم اپنی دوسری گفتگو کا آغاز کر رہے ہیں۔ اگرچہ دین کی بنیاد میں عقل و صفات، فلسفہ اور استدلال پر قائم ہیں اور اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں

ہے لیکن کوئی بھی عقل و فلسفی نظریہ اور دلیل و برہان، جتنی ایمان و یقین اور دلی احساسات و جذبات کی آبیاری کے بغیر نہ تو نشوونما پاسکتا ہے اور نہ ہی تاریخ میں مضبوطی سے قائم رہ سکتا ہے۔ دوسرے مکاتب فکر کی نسبت آسمانی مذاہب اسی خصوصیت کے حامل ہیں: آسمانی مذاہب اپنی آئینہ یابی و نظریات اور فلسفوں میں دوسرے مکاتب سے بڑی فرق رکھتے ہیں کہ یہ سب انسانوں کے ایمان کو اپنی طرف جذب کرتے ہیں۔ ایمان اہل علم کے علاوہ ایک بالکل مختلف چیز ہے۔ ایمان نہ تو استدلال ہے اور نہ ہی عقل بلکہ ایمان ایک ”یقین امر“ کا نام ہے۔ ایمان، احساسات اور ہمدردی اور رحمت کی جذبات کی جگہ ایک ہی ہے۔ ایمان یعنی اپنا دل کسی کے حوالے کرنا اور دنیا، اس دنیا پر یہاں دل کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ادیان کی پوری تاریخ میں احساسات، ہمدردی اور رحمت کی جذبات نے اس طرح اپنی حفاظت کی ہے!

عقل سے کسی علمی مقولہ کا ادراک اور چیز ہے

اور دل سے اس پر ایمان لانا ایک الگ بات!

اس بات کی طرف توجہ دیتے ہوئے کہ فلسفوں اور نظریات کی جنگ میں کوئی فلسفہ اور نظریہ یا نہیں ہے کہ جو آسمانی مذاہب اور نظریہ توحید کے فلسفے خصوصاً اسلامی عقائد فلسفہ کے سامنے جم کر کھڑا ہو سکے، لیکن مسئلہ یہ نہیں ہے، بہت سے ایسے افراد ہیں کہ جو اسلامی مذاہم اور اسلامی اصول و قوانین کو جانتے ہیں اور وہ حقائق سے بھی باخبر ہیں لیکن انہوں نے اپنے دلوں کو ان حقیقتوں کے سپرد نہیں کیا ہے۔

آپ کا کیا خیال ہے کہ صدر اسلام کے زمانے میں ان تمام افراد نے کہ جنہوں نے حضرت علیؑ اور ابی طالبؑ کی (دعوت کی) عظمت کو خود بخود بغیر اسلام ﷺ کی رہائی نہ تھا، کیا وہ ان حقائق اور فضیلتوں کو نہیں جانتے تھے؟ ہاں ان کو یقیناً ان تمام حقائق کا علم تھا۔ ہم نے روایات میں چنا ہے کہ ان افراد نے خود بغیر اسلام ﷺ کے دونوں لب بائے مبارک سے خود نہ تھا اور انہیں علم بھی تھا لیکن جو چیز ان کے پاس نہیں تھی وہ اس معلوم چیز پر ایمان تھا یعنی جو چیز انہیں معلوم تھی اس پر ایمان ان کے پاس نہیں تھا، بالاطلا و دیگر جس چیز کا انہیں علم تھا انہوں نے اپنا دل اس حقیقت کے حوالے نہیں کیا تھا۔ وہ کون سی چیز ہے جو ایمان کا راز و رکنی ہے؟ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو ایمان کی راہ میں رکاوٹ ہیں کہ جس کے جان کیلئے ایک مفضل بحث کی ضرورت ہے۔

روح ایمان کی پرورش میں نوحہ و منقبت خوان، شاعری اور ادب کا مؤثر کردار

روح ایمان کی پرورش کیلئے خلف عملی میدانوں میں سوجھ بوجھ، ہر شعری اور ادبی کارکردہ بہت مؤثر اور قیمتی کندہ ہوتا ہے۔ آپ اس مقام پر ایک عاج اور ذرا کمال بیت ؎ کا مقام و منزلت دیکھ سکتے ہیں کہ وہ لوگوں کے دلوں میں ایمان کو پیدا کرنے اور انہیں جلا دینے والا، حقیقت و محبت، مؤذات اور تعلیمات قرآن و اہل بیت ؑ کے چرخوں کو روشن کرنے والا اور بی دکاروں اور ان کی محبوب و معصوم شخصیات کے درمیان ایک مضبوط فکری رشتہ اور رابطہ قائم کرنے والا ہے۔ وہ ایک ایسے ہی کردار کا حامل ہے جو اس کا یہ کردار بہت اہمیت رکھتا ہے۔

ذاکرین، نوحہ و منقبت خوان حضرات کی اہم ذمہ داری

ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ عاج اہل بیت ؑ اپنے کام کی اہمیت کا ادراک کریں اور جب انہیں اپنے اس کام کی اہمیت معلوم ہو جائے گی تو اس اہمیت کے مقابل ان پر ایک ذمہ داری عائد ہوگی تو وہ اس ذمہ داری کا احساس کریں گے۔ اس ذمہ داری کا کیا مطلب ہے؟ یعنی جس چیز کے حقائق روز قیامت ہم سے سوال کیا جائے گا۔

فردائے قیامت کے سوال کے جواب کیلئے امام زین العابدین ؑ کا ایک جملہ!

امام زین العابدین ؑ کی دعا کے مکارم الاخلاق میں ہم پڑھتے ہیں کہ ”وَاسْتَغْفِرُنِي بِمَا فُتِنْتُي خُذَا غَنَةً“ دعا کے اس پہلے کا مطلب یہ ہے: ”خداوند اگلے فردائے قیامت تو مجھ سے جس چیز کے حقائق سوال کرے گا تو اسے میرے پروردگار اس چیز کے بارے میں میری مدد فرما کہ جس کا جواب میں آج اپنے عمل میں تیار کروں۔“ پس آپ پر بھی ایک بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے یعنی آپ سے کل سوال کیا جائے گا۔ ہمیں چاہئے کہ ایسا کام انجام دیں کہ جو فردائے قیامت کے سوال کا جواب بھی ہو اور نجات دہندہ بھی!

ذمہ داری کی ادا دہلی کیلئے تین نصیحتیں!

جب یہ بات معلوم ہوگی تو اب یہ دیکھتے ہیں کہ یہ ذمہ داری کس طرح ادا کی جاسکتی ہے؟ جو کہ ہم نے اور آپ نے کہا: جو کہ ذمہ دار، خدا اور صاحبانِ فہم و فراست نے اہل بیت ؑ کی عاج و شکام اور ان کی منقبت کے بارے میں کہا۔ یہ سب اسی سوال کا جواب تھا کہ ہم کیا کام انجام دیں؟ ہم کیا کام انجام دیں؟ صرف ایک جملہ ہے لیکن یہی ایک مختصر سا جملہ ایک ضخیم کتاب کے برابر جواب دہکتا ہے۔ اگر اس کتاب کے تین جملے آپ کی خدمت میں عرض کریں تو ان میں سے ایک یہ ہے:

پہلی بات:

کلام و اشعار کے ذریعہ سامعین کے ایمان و معرفت کو زیادہ ہونا چاہئے!

جب ہم اشعار پڑھتے ہیں تو ہمیں اس بات کی فکر ہونی چاہئے کہ یہ اشعار ہمارے سامعین اور مخاطبین کے ایمان کو زیادہ کریں۔ پس اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم تو ہر شعر پڑھیں گے اور نہ ہی ہر قسم کے طرز و لہجہ اور نردھمن کا استعمال کریں گے بلکہ اس انداز سے اشعار پڑھیں گے کہ ان کے الفاظ، معانی اور طرز و لہجہ سب مل کر مجموعی طور پر سامعین کے ذہن پر اچھے اثرات مرتب کریں۔ لیکن کس چیز کے اثرات مرتب کریں؟ سامعین کے ایمان کو بڑھانے اور انہیں جلا دینے میں الہیت واضح سی بات ہے کہ یہ بات کہنا آسان ہے نہ بالکل ایسا ہی ہے کہ انسان اکھاڑے کے باہر کھڑا ہو کر اکھاڑے کے اندر موجود لانے والے پہلوان کو دستور دے لیکن بالعموم اصل کرنا سخت ہے۔ آپ یہ کام بخوبی انجام دے سکتے ہیں۔ آپ حضرات کی آواز بہت اچھی ہے، آپ اس سلسلے میں قدرت و طاقت اور نفاذ و سرور کے مالک ہیں اور ہر جگہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا آپ اسے انجام دے سکتے ہیں۔

کلام و اشعار کے معنی و مفہوم اور طرز و لہجہ میں

جذبات پسندی ضرور ہو مگر اسلاف کی روایات کے مطابق!

میں آپ نو جوان شاگرد و احباب اہل بیت علیہم السلام کو روایات و قول و فعل حضرات کو اس بات کی تاکید اور سفارش کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں اپنے اسلاف کی روایات اور اصول و قوانین کو اپنے ہاتھوں سے نہ جانے دیں اور انہی سے مراد و حاصل رہیں۔ میں دینی اور غیر دینی مسائل میں نوآوری اور جذبہ پسندی کا سوا حق اور حلالی ہوں، تحقیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے اور جذبہ پسندی کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن اگر آپ کی خواہش ہے کہ جذبہ پسندی میں کمال حاصل کریں تو اس نوآوری اور جذبہ پسندی کا حصول اسلاف کی روایات اور ان کی تعلیمات کی روشنی کے عین مطابق ہونا چاہئے۔

”الْعَلَمِيُّ مَنْحُظُّوْرَةٌ الْاَعْلَىٰ مَنْ يَنْبَغِي لَفَوْقِ بَنَاءِ السَّلَمِيِّ“۔ ”جو افراد اہل کربلا کی جگہ پر تھیں کرتے ہیں آپ آ کر اسی مکان پر ایک اور منزل تعمیر کرتے ہیں، دوسرا شخص آ کر آپ کی تعمیر کردہ منزل پر ایک اور منزل بناتا ہے تو اس وقت یہ مکان ایک بلند و بالا عمارت کی شکل اختیار کر جائے گا۔ لیکن اگر یہاں تک ایک شخص ایک مکان کی تعمیر کرے آپ آئیں اور اسے خراب کر کے اس کی جگہ ایک اور مکان تعمیر کریں، اسی انداز میں ایک اور شخص آئے اور

آپ کے قہر کردہ مکان کو حیدم کر کے اس کی جگہ ایک نیا مکان کھڑا کر دے تو یہ مکان اسی طرح ہمیشہ ایک ہی منزل کی صورت میں باقی رہے گا۔ اپنے استادوں، بزرگ علماء و سلاطین اور اُن تمام افراد سے بچیں کہ جنہوں نے اس سلسلے میں اپنے سر کے بالوں کو سفید کیا ہے اور آپ اُن سے حاصل شدہ مطوعات میں اضافہ کریں۔ جنت پہنچی اگر اس طرح حاصل اور نہ نئے شیعوے اور اس سے اس طرح دریافت کیے جائیں تو بہت کارآمد اور اچھے ثابت ہوتے ہیں۔

موجودہ نسل کے نوحہ و منقبت خوان اور گانوں،

غزلوں اور تواریخوں کی دشمن پر نوحے و سلام اور منقبت ا

اب موجودہ نسل کے بگڑے جہاں خواہ وہ (امیرانی اور دیگر میڈیا کے کارکن یا اور فیملی پر) چاکر ترانوں اور اشعار کی (گلوکاری کرنے والے ہوں) (حرام گلوکاری کی بات تو چھوڑ دیجئے) کہ بہت افسوس سے کہنا چاہتا ہے کہ ان (چاکر ترانوں کی طرز، لہجہ اور دشمن) کی کیفیت اور شکل و صورت بھی بہت خراب ہے یا خواہ مجالس عزائم نوحہ خوانی اور مرثیہ اور سوز و غم چڑھنے والے ہوں یا جشن اور محفل میلاد میں منقبت و سلام کے ذریعہ اظہار عقیدت کرنے والے ہوں، ایک دم سامنے آکر ہر ملی موسیقی (یا اذہین و پاکستانی گانوں اور غزلوں) کی طرز و لہجہ اور دشمن پر نہایت بُرے اور بھڑے انداز سے نوحہ و مرثیہ و منقبت کے اشعار چڑھنا شروع کر دیں اور وہ طرز و لہجہ اپنانا نہیں کہ جو فرض کیجئے کہ جو کسی مغربی (یا اظہ و پاک کے کسی) گلوکار یا اس کی تقلید کرنے والے (اظہ و پاک کے کسی گلوکار) نے اپنے کسی معروف گانے یا غزل میں اپنائی ہو، ہم آ کر ان کی وہی طرز و لہجہ اور دشمن اپنانا نہیں اور اسے اپنی مجالس یا موعوں اور سلام و منقبت میں استعمال کریں (اگ)۔

(۱) اور ہر حال میں کہ وہ سچ اور حقیقت میں وہی بیتؑ کی صفات و تعلیقات کا بیان دیتے ہیں یا ان کے قصاص یا تذکرہ ایک طرف ان کی صفات و تعلیقات اور دوسری طرف گانوں یا موعوں اور طرز و لہجہ اپنائیں وہی بیتؑ کی صفات و تعلیقات سے غافل نہیں اور ان طرح انہوں نے سلام پر بھی اور منقبت پر بھی اپنی اصل ذات اپنے استاد چڑھے جاتے ہیں کہ غافلانہ بیتؑ اور شہداء کے تذکرہ کی شکل و صورت اور تمام ہر جہ کے صرف شان و شوکت میں ہونا کہ اصل ذات انہوں نے اپنی تعلیقات کے سراسر خلاف اور نفرت و عداوت کے ساتھ ہی اپنے تمام کی وسعتی ہے کہ شہداء کو اس جانب متوجہ کریں اور یہ شعرا کا فرض ہے کہ وہ ایسا کرنے سے اپنی اپنی گلواری اور منقبت خوانی سے روکیں کہ وہی بیتؑ کے گانوں و تعلیقات اور تعلیم کی طرز میں گانوں اور تواریخوں کی طرز میں موعوں سے اور مجالس میں اذہین و پاک کے گانوں یا گلواری (محرم)



ان افراد نے ایرانی اصلی موسیقی کو جس کی ایک قسم طال بھی ہے، کو خراب کیا ہے، واضح رہے کہ مکتب کی کاسہانی کے بعد حالات بہتر ہوئے ہیں البتہ اس قدر ہم ایرانی موسیقی کی ایک حرام قسم بھی ہے اور اس میں ایرانی اور غیر ایرانی موسیقی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ سب ان حالات میں اٹھارہ کوئی نوادہ و منقبت طراں یا جائز ترانوں کو چڑھنے والا کوئی نو جوان رہے یا اور فی دی (اور کھاس) و شب بیداری اور فرش عزائم آئے اور لفظ اور حرام چیزوں کی تخلید کرتے ہوئے مغربی یا دوسری موسیقی یا عود و عجب کے تکنیکوں اور محظوظ کی موسیقی کو اپنی کھاس عزائم و محظوظ اور محظوظ میلاد میں لے آئے ایہ بات ہرگز درست نہیں ہے اور سراسر غلط ہے۔ البتہ اچھی آواز اور خوبصورت صدا کو فنی موسیقی سے خراب کیا جاسکتا ہے اسی طرح متوسط اور نازل آواز کو اچھی موسیقی سے اچھا بنا یا جاسکتا ہے، موسیقی بذات خود اپنی جگہ ایک مقولہ ہے۔

### دوسری بات:

#### ایک اچھے اور بہترین شعری قصہ دہی

اب آئیے اشعار و کلام کے مقابلہ کی جانب کو خود یہ داستان بہت طویل ہے۔ سب سے پہلی بات یہ کہ اشعار کے الفاظ کو اچھا اور بہترین ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ سب افراد اچھے اشعار کو نہیں جانتے ہیں، ہر وہ شعر کہ جسے ایک ادبی ذوق نہ کہنے والا اچھا شعر تصور کرے، اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ یہ شعر اچھا ہے، ایک شعر شناس اور ادبی ذوق رکھنے والا انسان شعری قصہ دہی کرے کہ یہ ایک اچھا اور بہترین شعر ہے۔

#### ایک اچھے کلام کا قافیہ اور اس کی خصوصیات

ایک اچھے شعر اور کلام کا کیا قافیہ ہوتا ہے؟ ایک اچھے کلام کا قافیہ ہوتا ہے کہ بغیر اس کے کہ ہم اور آپ کلام اور شعر اور اس کے مقابلہ کو طرف توجہ ہوں، دو دہانے سامنے پر بہترین اثرات مرتب کرتا ہے۔ یہ ہے ایک کلام اور شعر کا بہترین اثر و دہانہ سامنے اس اثر کے اچھے ہونے کی تفہیم نہ کر سکے لیکن وہ اپنے سامنے کے ذہن و قلب پر ایک بالادری، سٹگی اور اعلیٰ مقام و تعلیمات سے ہماری کلام و شعر سے بہت زیادہ، گیر اور مستحق تاثر چھوڑ جاتا ہے۔ یہ ہے ایک اچھے کلام اور شعر کا قافیہ کہ البتہ ایک کلام اور شعر کے الفاظ کو اچھا، خوبصورت اور بہ طور مضبوط، اس کے مضامین و مقابلہ کو جالب، متاثر و دہانہ اور غیر تکراری اور اس کے مطلب و معنی کو کہ جو اس مقام گفتگو کی جان اور لب و لہجہ ہے، مستحق آواز ہونا چاہئے۔

تیسری بات:

اچھے کلام کا مطلب و معنی: سنی آموز ہونا ہے!

کلامِ اشعار کے الفاظ اور الفاظ سازی کے علاوہ ایک اور معیار ہے کہ جسے کلامِ اشعار کا مطلب و معنی کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ باتیں کہ جو آپ اپنے اشعار میں اہل بیتؑ کے عقیدت مندوں کیلئے بیان کر رہے ہیں، انہیں وہی ہونا چاہئے تاکہ وہ اس سے اپنی عملی زندگی میں سبق لے سکیں۔ ایک واقعہ کو فرض کیجئے کہ جو منبر پر جا کر اپنی محفل کی ابتداء سے لے کر انتہا تک ”فصاحت و بلاغت“ کے فنِ پاروں سے اپنی ”فہم“ کو مزین کر دے اور ”قائلوں“ اور ”مخبر“ سے ”خطابت“ کو آرائش دے لیکن اپنے موضوع سے حلقِ اس کے سامعین کی معرفت و بصیرت میں فرقہ برار اضافہ نہ کرے تو ایسے محفل نے نہ صرف اپنا وقت تک کیا ہے بلکہ دوسروں کا وقت بھی برباد کیا، انورِ عنوان اور سلام و خیریت پڑھنے والا بھی اسی طرح ہے۔

کلام اور شعرا اگر معصوم حقیقی محبت و معرفت کو ہمارے

دل میں زیادہ اور اس کے عمل سے شوق پیدا نہ کرے تو وہ قائل و اعتراض ہے!

وہ کلام و اشعار جو آپ پیش کرتے ہیں خواہ اس کے الفاظ کتنے ہی خوبصورت کیوں نہ ہوں خواہ وہ حضرت قاسمؑ کے پاس سے ہی کیوں نہ ہوں لیکن وہ کلام و اشعار ایسے مفاد میں اور مضامین پر مشتمل ہوں کہ سامعین اس سے کوئی بھی فائدہ حاصل نہ کر سکیں نہ لوگوں کی اس عظیم ہستی کی اہست معرفت میں اضافہ ہو، نہ وہ اس عظیم المرتبت خاتون کے تو حیدی اور عرفانی مقامات سے کوئی چیز سمجھیں نہ بہت رسول ﷺ کی بجاہادِ زندگی کو اپنے لیے سرِ مشق قرار دیں اور اس کو ہر گرجا کے دکاندار کے درجے سے جو بذاتِ خود ایک درس ہے، چونکہ وہ ایک معصوم ہستی ہے اور اس کی ایک ایک حرکت اور عمل ہمارے لئے درس اور مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے، کوئی چیز نہ سمجھیں تو ایسا کلام (شرعی) اعتراض و اشکال سے خالی نہیں ہوگا!

کلام کو مؤثر و ہدایت بخش اور حجت و سند ہونا چاہئے

بھر سے دستِ انہی آپ کی ذمہ داری بہت سخت ہے۔ آپ کا کام ان بعض افراد کے خیال کے بالکل برعکس ہے جو یہ تصور کرتے ہیں کہ ہم چار بھلے اور چھ اشعار یاد کر لیں اور لوگوں کے ذہنی اور قلبی جذبات و احساسات سے مادی فائدہ حاصل کرنے کیلئے (ایک مستقل اور لوگوں کو سرگرم اور مصروف کرنے والی آواز دینا بھی رکھتے ہوں) ہرگز

نہیں، آپ کا یہ کام بہت سخت ہے چنانچہ آپ کے اس کام کو بہتر معائنہ، مؤثر، ہدایت بخش اور لوگوں کو جہت دینے والا بنانا چاہئے۔

دشمن: قرآنِ دہل بیت علیہ السلام سے ہماری محبت اور ایمان کا مخالف ہے!

آج کی دنیا میں ہمیں کتنے مسائل کا سامنا ہے، ہمیں صرف امر کی دشمنی و مخالفت اور ناشی قرآنی کا مسئلہ پیش نہیں ہے، بلکہ یہ کہ یہ مسائل بھی بہت اہم نوعیت کے حامل ہیں بلکہ آج دنیا کے تمام سیاسی و فکری مراکز اور پروپیگنڈا مشینیں اس بات کیلئے منصوبہ بندی کر رہی ہیں کہ کس طرح اس سرزمین سے جنم لینے والے ایمان کے اس مضبوط رشتے و تعلق اور اسلامی و قرآنی اصولوں سے پابندی کے عہد و بیان کو ان مؤمن ملکوں سے باہر نکال بیٹھیں۔

کیا آپ یہاں بیٹھے یہ سوچ رہے ہیں کہ زندگی کی گاڑی ایسے ہی چل رہی ہے انھیں جنابِ اہل ایک میدان جنگ دکاں زار ہے، یہ ہمارے اس اسلامی معاشرے اور اسلامی نظام اور ان افراد کے درمیان ایک حقیقی جنگ ہے جو اس مقدس سرزمین سے ایمان کی جڑوں کو تلک کرتا چلے جاتا ہے اور ان کی خواہش ہے کہ ہمارے ملک کو قرآنِ دہل بیت علیہ السلام کی

معرفت سے غالی کر دیں اس لئے کہ یہ امر اور یہ بات ابھی طرح جان پہنچے ہیں کہ قرآنِ دہل بیت علیہ السلام کی تعلیمات کی بنیادوں پر قائم یہ اسلامی نظام ہمارے علم و حکم و منافع میں اور تحصیل کی پالیسی سے ہرگز سازگار نہیں ہے اور یہ دینا نے ابھار کی تسلا و برتری اور اس کے ایجنٹوں اور منافقوں کی جانب سے اشتعال کیے جانے والے ہتھکنڈوں کے مقابلے میں کبھی خاموش نہیں بیٹھے گا، وہ ان تمام حقائق کو ابھی طرح جانتے ہیں، وہ اس بات کے دہرے ہیں کہ اس قرآنی دلائلِ اہل بیت علیہ السلام، محبت و مودتِ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، مذہبی تعلیمات کی نسبت دینی غیرت و حب اور علم و حکم سے مقابلے کے عقیدے اور علم و حکام کو قبول کرنے کی برائی اور قیاحت کو مختلف حیلوں بہانوں کے ذریعہ لوگوں کے دلوں سے باہر نکال دینا، اس سلسلے میں وہ مختلف قسم کے ہتھکنڈوں کو نہ صرف استعمال بھی کر رہے ہیں بلکہ انھیں اپنی زبان سے بیان بھی کرتے ہیں۔

اس کی کانگریس کا کہنا ہے کہ وہ کی لیکن ذرا کو ایران میں جمہوریت کی بحالی کیلئے اشتعال کر رہے ہیں الہت انہوں نے اس کا نام جمہوریت دکھا ہے اور اس بارے میں آزاد ہیں کہ اس کا جو بھی نام دیکھنا چاہیں دکھ لیں لیکن معلوم ہے کہ حقیقت کیا ہے؟ وہ لوگوں کے دلوں پر مضبوطی سے جھکی ہوئی اور ان کی روح و جان پر کامل تسلط رکھنے والی اسلامی نظام کی فکری اور فکریاتی بنیادوں کو ختم کرنے کے خواہاں ہیں، یہ ہے ان کا ہدف اور یہ ہے ان کی غرض۔

یہ امر جو اس مقصد کے حصول کیلئے خرچ کرنا چاہتے ہیں یہ ظہیرِ رقم ہوں اور کوئیوں کیلئے خرچ نہیں کی جاتی بلکہ اس ظہیرِ رقم کا بہترین مصرف اسلامی نظام (اور کتبِ تشیع) کے خلاف ہر دیکھنے اور مختلف شکلوں میں انہماک پالنے والے کسی مختلف کچل اور ٹھاقنی کام ہیں، یہیں یہ ایک جنگ ہے۔ اس جنگ میں جو طبقہ لوگوں کے ایمان و معرفت، اُن کے عقوبتِ مآثرِ معصومینؑ کے نام دہی اور اہل بیتِ عصمت و طہارتؑ سے سروکار رکھتا ہے اس کی ذمہ داری اور تکلیف بہت سنگین ہے۔ میرے بھائی! آپ اپنی ذمہ داری کی کج طرح شناخت کیجئے اور اس سے کج استفادہ کیجئے۔

اتحادِ بین المسلمین کا مقصد

میں نے سالِ رواں کی ابتداء میں امتِ مسلمہ کے اتحاد اور اخوت و بھائی چارگی کا مسئلہ اٹھایا تھا، اتحادِ بین المسلمین کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام مذاہب میں کوئی تعصب، بیزاری نہیں ہونا چاہئے۔ آپ ایسا کوئی کام انہماک نہیں دیتے کہ جس سے کسی فریضہِ مسلمان کے جذبات آپ کے خلاف ہلکا نہیں ہو رہے ہوں، کوئی ایسا کام انہماک دے کہ جس سے اپنے مذہب اور کتبِ فکر کے تعصب کو آپ کے خلاف ہلکا کر کے کا سو قلعے کیونکر دشمن اسی موقع کی تلاش میں ہے۔

مسلمانوں کا باہم دست و درگیاں ہونا سود مند ہے یا اُن کا اتحاد؟

آپ ملاحظہ کیجئے کہ آج فلسطین میں دو گروہ، ہام و سرعیدار ہیں، اسرائیل کیلئے اس سے بہتر اور کیا بات ہو سکتی ہے! بھائی! اس کے کہ مسلمانوں کی ہندوؤں کا اسرائیلیوں کی طرف ہو یہ مسلمان انہیں دست و درگیاں ہیں! (صرف مسلمانوں کی ہی بات نہیں بلکہ اگر کہیں مومنین بھی خدا خواست ہام و سرعیدار ہیں تو) یہ بات بھی اسرائیل کیلئے ایک بہترین تھوہ ہے اسرائیل سختی ظہیرِ رقم خرچ کرنا چاہتا ہے کہ یہ صورتحال پیش آتی (مگر مسلمان اور مومنین مفت اور بے معاوضہ یہ کام انہماک دے رہے ہیں!) فرض کیجئے کہ لبنان میں بھی ایک گروہ سر اٹھائے اور دوسرے گروہ سے لڑنا شروع کر دے! اس کے اور اسرائیل کیلئے اس سے بڑا کوا کون سی فحش ہو سکتی ہے! یہ بہتر ہے یا یہ کہ حزبِ اللہ کی مانند ایک گروہ آگے آئے اور سب اس کے پیچھے چل کر اسرائیل کو شکست دیں؟ واضح سی بات ہے کہ مسلمانوں کا باہمی اختلاف اُن کیلئے ایک سود مند چیز ہے۔ چوری دنیا میں یہی صورتحال موجود ہے! اگر مصر، اردن، عراق، پاکستان، بھارت اور ترکی سمیت دیگر ممالک کے مسلمان باہر نکل کر اسلامی جمہوریہ کی حمایت میں نعرے لگائیں، کیا یہ صورتحال اسرائیل کیلئے بہتر ہے یا وہ یکساں باہم ہدئی کر ایک مسئلے میں اسلامی جمہوریہ اپنا ایک مؤلف پیش

کرے اور یہ تمام مسلمان اقوام خاموش رہیں بلکہ بعض اُس کی مخالفت بھی کریں؟ واضح سی بات ہے کہ دشمن اس دوسری صورت کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔

شیعوں کی مذہبی اختلافات اور جذبات کو بھڑکانا: دشمن کا اصلی ہدف!

لیکن دشمن اپنے مقصد میں کس طرح کامیاب ہو سکتا ہے؟ اور یہ کام کس طرح ممکن ہے؟ یہ کام بہت آسان ہے۔ وہ یہ کام کریں گے کہ شیعہ اور سنی مسلمانوں کے درمیانی اور مذہبی جذبات کو ایک دوسرے کے خلاف بڑھائیں، وہ تلذذت کو اس بات کا یقین دلائیں گے کہ شیعہ حضرات صحابہ کرامؓ کو سب و شتم کرتے ہیں اور یہ لوگ آپ کے مقدس افراد کو ایسا دیا کرتے ہیں اور اس طرح مسلمانوں میں چھائی اور قائلے ایجاد کریں گے اور دشمن کی دیرینہ خواہش یہی ہے۔ جب سے شیعہ سنی اتحاد کی بات جاری ہے تو یہ اتحاد دشمن کے نکالوں کی رو پر ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ ایک گروہ ان باتوں کو نہیں سمجھتا ہے؟

لام مبینیؒ جو اتحاد بین المسلمین کے سب سے بڑے داعی تھے لیکن اس سب اتحاد، اخوت و بھائی چارگی کے عملی نعروں اور دستورات کے باوجود وہ اتحاد کے تمام دعویداروں سے زیادہ آخر الہی بیت علیہ السلام کی نسبت ان کی ولایت، ان کا عقیدے داعی اور محبت اور عشق سب سے زیادہ قائل اور ان کا وصیت نامہ سنان کی اس عقیدت و محبت کا واضح اور بڑا ثبوت ہے۔

اختلافات کو ہوا دینے والوں کو اپنی مصلحتوں سے باہر نکال دیجئے!

اگر آپ ملاحظہ کریں کہ معاشرے میں ایسے افراد ہیں جو ان تعلیمات کے برخلاف عمل کرتے ہیں تو ایسے افراد کو اپنی مصلحت سے باہر نکال دیجئے اور ان سے اپنی مخالفت کا مکمل کراٹھ لیجئے، یہ لوگ ہیں جو اسلام کی جڑوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں بلکہ یہ لوگ کتب تشفی کو نقصان پہنچا رہے ہیں اور ان لوگوں کے اس طرز عمل سے اسلام کو مسلسل نقصان پہنچ رہا ہے، یہ تمام امور بہت اہم مسائل سے متعلق رکھتے ہیں۔

آج اتحاد بین المسلمین وقت کی ضرورت اور اسلامی نظام کے نقطہ میں ہے اور اس کے خلاف حرکت کرنا امریکا اور صیہیون کے فائدے میں ہے اور ان تمام افراد کے حق میں ہے جو دنیائے اسلام میں اپنی حیویوں کو ڈالیں سے بھر رہے ہیں۔ بہر حال ہم خداوند عالم سے دست بردار ہیں کہ وہ ہماری ہدایت فرمائے۔

و عاصیہ کلمات

پروردگار!

اے پاکیزہ و روشن دلوں اور صریح و شگامہ آ کر کرنے والی اہل ذہانوں پر اپنا لقب و کرم نازل فرما:

بارالہ!

ہم سب، ہمارے شہداء و مرعومین اور امام فقیہ کی طرف سے حضرت فاطمہؑ ہوا چھ پر بے شمار

درود و سلام نازل فرما:

خداوند!

ہم کو اس ذات مقدس کی رضا و طہشوری حاصل کرنے اور اس عظیم المرتبت استحقاق کی جہ دی کرنے کی توفیق عطا فرما: ہماری قوم کو روز بروز سر بلندی عطا فرما اور حضرت امام زمانہؑ کے قلب مقدس کو ہم سے راضی فرما۔

و السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

# ﴿ التماس سورة الفاتحه ﴾

سید ابو ذر شہرت بگرامی ابن سید حسن رضوی

سیدہ فاطمہ رضوی بنت سید حسن رضوی

سید محمد نقوی ابن سید ظہیر الحسن نقوی

سید مظاہر حسین نقوی ابن سید محمد نقوی

سیدہ اُم حبیبہ بیگم بنت سید حامد حسین

سید الطاف حسین ابن سید محمد علی نقوی

مسح الدین خان

شہزاد علی شیخ

حامی شیخ علیم الدین

و جملہ شہداء و مرحومین ملت جعفریہ

شس الدین خان

فاطمہ خاتون

طالبان دینی

سید حسن علی نقوی، حنان ضیاء حنان، سید شمیم  
نور ہیب حیدر، حافظ محمد علی، مسلم جعفری



Hassan

naqvi@live.com